بیانات خوشتر رحمۃ اللہ علیہ

چھبیسویں قسط

DAR-UL-RAZA

1981 عرس قادری رضوی

ڈربن، ساؤتھ افریقہ

شیخ طریقت، رہبر شریعت، مبلغ اسلام
حضرت علامہ مولانا
حافظ محمد ابراھیم خوشتر رحمۃ اللہ علیہ
صدیقی قادری رضوی حامدی

زیر سرپرستی

شہزادہ علامہ خوشتر، پیر طریقت حضرت علامہ مولانا محمد مسعود اظہر قادری رضوی
سجادہ نشین خوشتر

زیر سایہ

شہزادہ علامہ خوشتر حضرت صاحبزادہ الحاج محمد میاں خوشتر صدیقی قادری
خلیفہ تاج الشریعہ

باہتمام
مولانا محمد ابراھیم خوشتر میموریل سوسائٹی
سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل

مکتبہ دارالرضا
عالمی روحانی مرکز دارالرضا انٹرنیشنل جھنگ سٹی
TEL: +92 300 6504263, +44 778 9699501
www.darulraza.net, Email: darulraza@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب:.................بیاناتِ خوشتر "رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ" (چھبیسویں قسط)

اسپیکر:.................حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم خوشتر قادری "رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ"

موضوع:.................عرس قادری رضوی 1981 ڈربن، ساؤتھ افریقہ

زیرِ سرپرستی:.................شہزادہ علامہ خوشتر حضرت مولانا محمد مسعود اظہر سجادہ نشین

زیرِ سایہ:.................شہزادہ علامہ خوشتر حضرت صاحبزادہ الحاج محمد میاں خلیفہ تاج الشریعہ

زیرِ نگرانی:.................حضرت علامہ مولانا مفتی ابونعمان عرفان شریف مدنی

باہتمام:.................مولانا محمد ابراہیم خوشتر میموریل سوسائٹی

رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل

تحریر و ترتیب:.................حافظ محمد اصغر عطاری (شعبہ تحریرات دارالرضا انٹرنیشنل)

صفحات:.................20

پبلشر:.................مکتبہ دارالرضا جھنگ سٹی

جملہ حقوق بحقِ ناشر محفوظ ہیں

مکتبہ دارالرضا

عالمی روحانی مرکز دارالرضا انٹرنیشنل

بستی شہنی والی، وارڈ نمبر 7، پرانا چنیوٹ روڈ، جھنگ سٹی

TEL: +92 300 6504263, +44 778 9699501

www.darulraza.net, Email: darulraza@gmail.com

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم o فاعوذ باللّٰه من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰه الرحمن الرحیم o

اولئک کتب فی قلوبهم الایمان وایدهم بروح منه.

صدق الله مولانا العظیم وصدق رسوله النبی الکریم ونحن علی

ذالک من الشاهدین والشاکرین والحمدلله رب العالمین

قال اللّٰه تبارک وتعالی فی شانِ حبیبه o ان اللّٰه وملئکته یصلون علی

النبی ط یاایهاالذین امنو صلو علیه وسلموا تسلیما o

اللّٰهم صل علی سیدنا ومولانا محمد وعلی ال سیدنا ومولانا محمد

وبارک وسلم

عرس قادری رضوی 1981 ڈربن

علماء باوقار، بزرگو، عزیزو، دوستو، بھائیو اور بہنو! سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل اور انجمن اہلسنت و جماعت کے زندہ دل اراکین، دور دراز مقامات سے اِس پاک عرسِ قادری رضوی یومِ رضا میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے والو! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اعلیحضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روحانیت اُن کا فیضان، اُن کا تصرف تمہاری جانب متوجہ ہو گیا ہے، اور تم آئے نہیں ہو بلکہ لائے گئے ہو۔ اللہ والوں کی بارگاہ میں قدم اُٹھتے نہیں بلکہ اُٹھائے جاتے ہیں۔ وہ جن کو بلاتے ہیں وہ کہاں کہاں سے آجاتے ہیں، اور جن کو دور کر دیتے ہیں اُن کو آنے کی توفیق نہیں

ہوتی۔

میرے بزرگو، عزیزو اور دوستو! اعلیحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام ہرسنی کا پیغام ہے۔ امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کام، مذہبِ حق اہلسنت و جماعت کا نشان ہے۔ جہاں بھی امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ نشان نظر آئے سمجھ لو کہ مذہبِ حق کا وہاں کام ہو رہا ہے۔ جہاں اِس ذاتِ گرامی کا نام تمہیں سننے میں آئے سمجھ لو کہ اِس صدی میں کتاب و سنت کی روشنی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دینِ حق کے کام کو پیش کیا جا رہا ہے۔

جنابِ والا امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی، آپ غور کریں گے اے علماء ذرا یہ شاندار کرامت تو دیکھئے کہ اِس صدی کا مجدد یکم شوال المکرّم 1271 کو بریلی شریف میں منزہ شغف میں جلوہ آرا ہوا۔ جب آپ کی ولادت باسعادت ہوئی تو تاریخ نے انہیں المختار کہہ کر پکارا، پیاری ماں نے انور میاں کہہ کر پکارا، خاتم المحققین نے لاڈ و پیار سے امن میاں کہہ کر پکارا، ولی کا بیٹا، ولی ابن ولی ابن ولی، محقق ابن محقق ابن محقق ابن محقق قطب العالم حضرت مولانا رضا علی خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ہونے والے اِس مجدد کو اپنے فیضان کے مظہرِ اتم کو، اپنے محقق بیٹے کے محقق کو اور محقق بیٹے کے مجدد کو گود میں لے کر احمد رضا فرمایا۔ خاتم المحققین کی کتنی شاندار کرامت ہے کہ، کتنی روشن کرامت ہے کہ نام وہ دیا کہ آپ کی زندگی کا پورا کام آپ کے نام میں موجود ہے۔ اور آپ کا نام آپ کی زندگی کے کام میں موجود ہے۔

سمٹے تو میرا دِل ہے، پھیلے تو زمانہ ہے

احمد رضا کے کام کو اگر آپ اگر اجمال کریں گے، مختصر کریں گے تو احمد رضا کا کام آپ کے نام میں نظر آئے گا۔ اور آپ کے نام کو اگر تفصیل کریں گے تو آپ کا نام آپ کی زندگی کے کام کے ہر ہر منزل پر حاوی، ساوی اور غالب نظر آئے گا۔ اب جو کچھ میں کہنے والا ہوں میں نے اُس کا عنوان آپ کے سامنے پیش کر دیا۔ علماء جانتے ہیں احمد اسمِ تفصیل کا صیغہ ہے اور احمد مختصراً عرض کرتا ہوں ''سب سے زیادہ تعریف کرنے والا'' آپ کے نام نے بتا دیا کہ یہ بچہ جو احمد رضا کے نام سے آج دنیا میں آیا ہے یہ اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعریف اتنی کرے گا، اتنی کرے گا، اتنی کرے گا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی تعریف اور محمد رسول اللہ ﷺ کی نعت کی ہر مجلس میں جس مجلس کا عنوان ہوگا محمد رسول اللہ ﷺ، جس مجلس کا عنوان ہوگا غوث الاعظم، جس مجلس کا عنوان ہوگا خواجہ خواجگان، اُس مجلس میں کسی نہ کسی عنوان سے، کسی نہ کسی راہ سے امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام بھی آئے گا اور کام بھی آئے گا۔ میں نے یہ دعویٰ کیا ہے اب دلیل میں پیش کرتا ہوں۔ علماء جانتے ہیں کہ آج کے پلیٹ فارم پر جو کوئی اسپیکر محمد رسول اللہ ﷺ کے عنوان پر بولنا چاہے گا اُس کیلئے ضروری ہے کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کے غلاموں کے غلام امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے استفادہ کرے۔ استفادہ نہیں کرے گا تو بات بنے گی نہیں، تقریر میں رنگ پیدا نہیں ہوگا، تقریر سراپا تنویر ہو نہیں سکتی، تقریر میں نور پیدا کرنا ہے تو امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف کو سامنے رکھو۔ اور پھر تقریر کی بات نہیں کر رہا ہوں تصنیف کی دنیا میں آؤ، تدریس کی دنیا میں آؤ، اب آپ بتائیے کہ

منطق و فلسفہ کی آخری کتاب کہاں قاضی مبارک اور شمسِ فاطمہ ایسی ادب کی کتابیں محدثِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پڑھا رہے ہیں اور پڑھاتے پڑھاتے، اور اِن کتابوں میں بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہو رہی ہے، محاسن بیان کئے جا رہے ہیں، فضائل بیان کئے جا رہے ہیں، سب کچھ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میرے طلباء یہ صدقہ ہے اعلیحضرت کا کہ اعلیحضرت نے ہمیں بتا دیا اور سکھا دیا کہ جو بھی کتاب ہو، جو بھی فن ہو، جو بھی عنوان ہو وہ مکمل نہیں ہوگا جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بیان نہیں ہوگی۔

ایک بات میں نے عرض کی ہے وہ نوٹ کیجئے، بات یہ ہے آپ جانتے ہیں کہ جہاں آقا ہوتا ہے وہاں غلام ہوتا ہے، جہاں پر ماسٹر ہوتا ہے وہاں پر سرونٹ ہوتا ہے، جہاں پر مخدوم ہوتا ہے وہاں پر خادم ہوتا ہے، جہاں مرید ہوگا وہاں پیر ہوگا، جہاں موصوف ہوگا وہاں واصف ہوگا، جہاں معشوق ہوگا وہاں عاشق ہوگا، جہاں مطلوب ہوگا وہاں طالب ہوگا، جہاں مذکور ہوگا وہاں ذاکر ہوگا، اور جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہوگا حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی منقبت ہوگی وہاں امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر ضرور ہوگا۔ میں مبالغہ نہیں کر رہا ہوں، وہ کیوں؟ کیونکہ میرا رسول مذکور ہے اور اِس صدی میں اُن کا سب سے بڑا ذاکر امام احمد رضا ہے، میرا رسول مطلوب ہے اور اِس صدی میں اُن کا سب سے بڑا طالب امام احمد رضا ہے، میرا رسول موصوف ہے اور اِس صدی میں اُن کا سب سے بڑا واصف امام احمد رضا ہے۔ تو اندازہ کیجئے امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ جامعیت تو دیکھئے، یہ ہمہ گیری تو دیکھئے، یہ جہانگیری

تو دیکھئے، یہ عالمگیری تو دیکھئے کہ یہ ایک ذات ہے جو ہر مجلس کا عنوان ہے، وہ ایک ذات ہے جو خانقاہوں میں نظر آرہی ہے، ایک ذات ہے مدرسوں میں وہی نظر آرہی ہے، ایک ذات ہے مجلسوں میں وہی نظر آرہی ہے یہ سب کچھ صدقہ ہے محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی کا اور سرکارِ دو عالم حضرت محمد مصطفی ﷺ کے فیضان کا۔

جنابِ والا 1271 اور 10 شوال کو آپ پیدا ہوئے ہفتے کا دن تھا۔ اسی طرح سے 14 جون 1856ء کو آپ دنیا میں تشریف لائے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ علماء کے گھروں میں بھی لڑکے پیدا ہوتے ہیں، محققین اور مشائخ کے گھروں میں بھی صاحبزادے آتے ہیں لیکن بچپن تو بہرحال بچپن ہی تھا۔ بچپن کے تقاضوں سے کوئی بچہ بے نیاز نہیں ہوسکتا جہاں بچے ہوں گے وہاں بچپن کے کچھ لوازمات ہیں، وہاں بچپن کی کچھ باتیں ہیں۔ لیکن میرے امام کی زندگی اتنی شاندار ہے، اتنی بے مثال ہے، اتنی بے نظیر ہے کہ اُس لڑکے متعلق، اُس شہزادے کے متعلق کیا کہئے کہ وہ چار سال کی عمر میں قاریٔ قرآن ہے۔ میرے پاس الفاظ کیا بلکہ اردو اور انگریزی کی ڈکشنری سے ایسے کون سے الفاظ کا استعمال کروں؟ ذرا سوچئے تو سہی کہ چار سال کے بچے کو کھیلنے کا شعور نہیں ہوتا لیکن یہاں رہبری کا شعور نظر آرہا ہے۔ گائیڈنس کی کرامت یہاں نظر آرہی ہے اور امام احمد رضا اپنی عمر کی چوتھی منزل میں اور صرف چار سال کی عمر میں وہ قاریٔ القرآن ہیں۔ اور پھر یہی لڑکا اپنی عمر کی چھٹی منزل میں جب پہنچتا ہے۔ تو جانے کہاں سے وہ بصیرت آگئی؟ اور جانے کہاں سے یہ شعور آگیا؟ جانے کہاں سے یہ کرامت آگئی؟ جانے کہاں سے یہ فیضان آگیا؟ اور کہاں سے آیا؟

ارے اُن کے آقا و مولی حضرتِ محمد مصطفی ﷺ نے انہیں دیا کہ چھ سال کی عمر میں ممبر پر کھڑے ہو کر آپ نے میلاد شریف پڑھا اور شان بیان کی اور ارشاد فرمایا کہ

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا

اللہ اکبر! یہ دبدبا دیکھو میرے امام کا کہ آواز گونجی اور فرمایا کہ

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر اُن کا سناتے جائیں گے

اور چھ سال کی عمر میں اللہ نے آپ کو جو نیچر دیا، رسول ﷺ نے آپ کو جو ہیبت دی اُس کے متلعق ارشاد فرمایا کہ

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائشِ مولا کی دھوم

اے میلاد کے منکرو، اے رسول اللہ ﷺ کے میلاد کے منکرو! اور بڑی عجیب بات ہے کہ یہ جو میلاد کے منکر ہیں اپنے بیٹوں کا میلاد تو مناتے ہیں، اپنے باپ کا میلاد تو یہ مناتے ہیں، برتھ ڈے کی پارٹیاں تو ہوتی ہیں ارے تمہیں اُن کے نام سے وحشت کیوں ہے کہ وہ ہمارا پیارا رسول نہ ہوتا تو نہ تم ہوتے اور نہ ہم ہوتے نہ یہ جہاں ہوتا اور نہ کچھ ہوتا اے آقا ﷺ تم ہو گئے تو یہ سب کچھ ہو گیا۔ کائنات کا ہونا تمہارے ہونے پر موقوف ہے۔

اللہ اللہ ہمارے عزیز رائیٹر سنیں کے اعلیحضرت کا کیا پیغام ہے؟

مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

حضور پیدا ہوئے تو فارس کا پیلس اور محل گر گیا اور آج ہمارا سنی رائیٹر جب محمد رسول اللہ

ﷺ کا میلاد اور بچپن بیان کرتا ہے تو نجد کے ایوانوں میں زلزلہ پیدا ہو جاتا ہے۔

کہیں شوٹنگ کی دھمکیاں دی جاتی ہیں اور کہیں میرے دوستو دباؤ کی دھمکیاں دی جاتی ہیں، مگر سنو سنو ہم کسی دباؤ میں آنیوالے نہیں ہیں۔ ہمیں ہمارے جاننے والوں جاننے والے بتا دیا اور فرما دیا ایک بات ہمیں بتا دی ارشاد فرمایا کہ اے لوگو اگر تم چاہتے ہو کہ ایمان باقی رہے، تمہاری نسلوں کا ایمان، اولاد کا ایمان، بال بچوں کا ایمان اگر باقی رہے تو پھر فرمایا کہ

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام

للہ الحمد دنیا سے میں مسلمان گیا

میرے رسول کو جانو، میرے رسول کو مانو، میرے رسول کی اطاعت کرو اور میرے رسول پر سب کچھ قربان کر دو۔ تو میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ چھ سال کی عمر میں اور یہ تنتنا اور ابھی چھ سال ختم ہوئے اور آٹھ سال کی عمر میں جب پہنچے تو علماء کو معلوم ہے کہ کتنا ہی جینئس کوئی بچہ ہوگا، کتنا ہی بہترین اسٹوڈنٹ ہوگا مگر آٹھ سال کی عمر میں بہت زیادہ اگر کسی کے اندر صلاحیت ہوئی تو زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ میزان شروع کر دے گا ابھی اس طرح کا کوئی ثبوت نہیں ہوا بہر حال میزان عربی کی پہلی کتاب ہے۔ مگر یہاں عالم یہ ہے کہ امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آٹھ سال کی عمر میں میزان کی بات نہیں کرتا، صرف میر اور نحو میر کی بات نہیں کرتا، ہدایت النحو اور کافیہ پڑھنے کی بات نہیں کرتا بلکہ ہدایت النحو جیسی جامع کتاب پر اعلیحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آٹھ سال کی عمر میں حاشیہ لکھا ہے۔ اِس حاشیہ کو کیا کہتے ہیں اور اِس حاشیہ لکھنے

والے کو کیا کہتے ہیں؟ کون سے الفاظ لائیں بتائیں، اور عربی میں حاشیہ لکھا جا رہا ہے۔ اور جب دس سال کی عمر ہوئی میرے دوستو آپ جانتے ہیں میں اُس در کا منگتا ہوں (یہاں پر حضرت علامہ مولانا محمد ابراہیم خوشتر قادری علیہ الرحمہ نے اپنے آپ کیلئے ''کتے'' کا لفظ استعمال کیا ہے، لیکن از راہِ ادب فقیر نے یہاں منگتا کا لفظ لکھ دیا۔ (کمپوزر اصغر قادری))۔ اور خدا کرے کہ اعلیحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی ایک ایک نقش میری نگاہوں کی سامنے رہے۔ یہی میرے ایمان اور یقین کا سرمایہ ہیدس سال کی عمر میں ''مسلم الثبوت'' یہ وہ کتاب ہے اینٹ اور پتھر جیسی کتاب، اصولِ فقہ کی کتاب، ہم نے پڑھی ہے اِس قدر سخت کتاب ہے ''مسلم الثبوت'' اصولِ فقہ اپنے والدِ ماجد خاتم المحققین مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اعلیحضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پڑھتے تھے۔ میرے دوستو میں کبھی کبھی کہا کرتا ہوں کہ خاتم المحققین کی شاندار کرامت اگرچہ آپ کی بہت سی اور بھی کرامتیں ہیں مگر اُن ساری کرامتوں سے طرفِ نظر بھی کرو تو ایک امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جس شخصیت کا نامِ گرامی ہے اور نامِ نامی ہے یہ اُن کے والد کی ایسی شاندار کرامت ہے کہ اِس کرامت کا اِس صدی میں کوئی جواب نہیں۔ دس سال کی عمر میں ایک دن دیکھا کہ والد ماجد نے قلمچی کی ہے مسلم الثبوت پر آپ دیکھئے کہ دس سال کے بچوں کو بولنے کا شعور نہیں ہوتا، قرآن بھی دس سال کی عمر میں پڑھ جائے تو بڑی بات ہے مگر یہاں عربی کی آخری کتاب پر حاشیہ اور آپ اُس پر اپنا اظہارِ خیال کر رہے ہیں۔ آپ نے اپنے والد ماجد کی جو قلمچی تھی اُس پر آپ نے خود لکھا اور لکھ کر کے آپ چھوڑ کر چلے گئے۔ آپ کے والد ماجد آئے اور کتاب اُٹھا کر

دیکھی اور دیکھا اور آپ کی والدہ ماجدہ سے پوچھا کہ یہ کس نے لکھا انور میاں نے لکھا ہے۔ والدہ نے کہا کہ ہاں ہاں انور میاں نے لکھا ہے۔ اللہ اللہ خاتم المحققین نے اپنے بیٹے کی شاندار کرامت دیکھی کہ حاشیہ لکھا اور وہ بھی کس کے حاشیے پر اپنے باپ کے حاشیے پر حاشیہ لکھے، ذرا تیور تو دیکھئے کہ کیسی شاندار کرامت ہے، آپ نے وہ حاشیہ پڑھا اور مسکرا کر دعائیں دیں اور فرمایا کہ انور میاں مجھ سے پڑھتے نہیں ہیں بلکہ مجھ کو پڑھاتے ہیں۔

میرے عزیزو، میرے دوستو! تیرہ سال اور دس ماہ کی عمر میں، اب نوٹ کرتے چلئے، میرے دوستو میں اسی لئے یہاں حاضر ہوتا ہوں کہ میری زندگی کا عنوان ہے امام احمد رضا، میری زندگی ہے امام احمد رضا اور موت بھی ہو تو امام احمد رضا اور اُن کے صدقے غوث الاعظم اور اُن کے صدقے حضرتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی اور محبت پر۔

تیرہ سال اور دس ماہ کی عمر میں اور عالم یہ ہے کہ اعلیحضرت بہت دبلے تھے، دُبلے پتلے بچپن سے دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے یہ شہزادے ہیں، بچے ہیں۔

اعلیحضرت کے والد ماجد نے آپ کو ایک فتوی لکھنے کیلئے دیا کہ بیٹا ایک فتوی لکھو۔ سنیو ذرا سوچو تو سہی کہ ایک تیرہ سال کا لڑکا محقق ہو، مدرس ہو، مصنف ہو اور مفتی ہو اور مفتی اعظم ہو اللہ اکبر! فتوی یہ تھا کہ اگر ڈھائی سال کی مدتِ رضاعت ہے کہ جو بچہ دودھ پی رہا ہو تو کسی عورت کا دودھ اُس کے ناک یا منہ کے ذریعے اُس کے پیٹ میں، چھوٹے بچے کے پیٹ میں چلا جائے تو جس کا دودھ اُس بچے کے پیٹ میں جائے گا تو وہ رضاعی یعنی دودھ پلانے والی ماں شریعت میں بنے گی یا نہیں؟ یہ پہلا مسئلہ تھا جو

کہ اعلیحضرت کو اُن کے والد نے کہا کہ لکھو۔ آپ نے تیرہ سال اور دس ماہ کی عمر میں فتویٰ لکھا اور جواب دیا کہ ہاں ہاں اگر مدتِ رضاعت میں کسی عورت کا دودھ بچے کے پیٹ میں جائے منہ کے ذریعے یا ناک کے ذریعے پہنچ جائے تو مسئلہ رضاعت پیدا کرے گا یعنی جس کا دودھ بچے کے پیٹ میں گیا ہے وہ اُس بچے کی دودھ دینے والی رضاعی ماں بن جائے گی۔

اُس کے بعد اعلیحضرت کے والد نے فرمایا کہ بیٹا اب تم یہ مصلیٰ بھی سنبھال لو، مسندِ افتاء بھی سنبھال لو، ساری ذمہ داریاں سب سنبھال لو۔ یہی وجہ ہے میرے دوستو کہ اعلیحضرت جب دنیا سے جارہے ہیں تو اپنے بیٹوں کو بلایا کہ حامد رضا تم بھی آؤ، مصطفیٰ رضا تم بھی آؤ، حسنین رضا تم بھی آؤ، حسن رضا تم بھی آؤ اور بلا کر فرمایا کہ دیکھو میں نے تیرہ سال کی عمر میں اپنے والد کو ہر کام سے میں نے فارغ کر دیا تھا۔ میں امام بھی تھا، مدرس بھی تھا، مصنف بھی تھا، مفتی بھی تھا اور آج میں تم پانچوں کو چھوڑے جا رہا ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ جس گھر سے فتویٰ سینکڑوں سال پہلے نکلا، خدا کا شکر ہے کہ آج بھی وہ فتویٰ اُس گھر سے جاری ہے۔ اور ان شاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

یہ تیرہ سال اور دس مہینے کی کرامت آپ نے دیکھی، اسی زمانے میں نوابِ رامپور کا ایک فتویٰ آپ کو پتہ ہے کہ نواب تھا سائل سوال کرنے والا اور نواب کے بڑے بڑے علماء نے اُس فتوے کا جواب لکھا اور وہ فتویٰ بریلی آیا۔ بریلی میں جو صاحب اُس کو لے کر آئے اعلیٰ حضرت کے والد ماجد نے فرمایا کہ اُس کمرے میں چلے جایئے وہاں مفتی بیٹھا ہوا فتویٰ لکھ رہا ہے۔ وہ بھی رامپوری قسم کے پٹھان ہوں گے انہوں

نے جب جھانک کر دیکھا تو ایک دبلا پتلا لڑکا بیٹھا ہوا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے والد کی خدمت میں گئے اور جا کر عرض کیا کہ حضرت وہاں نہ تو کوئی مفتی اور نہ ہی کوئی عالم بیٹھا ہے بلکہ وہاں تو ایک بچہ بیٹھا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آج کل یہی بچہ فتویٰ لکھتا ہے جاؤ۔ وہ حیران تھا کہ آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر یہ کیا دیکھ رہا ہے کہ ایک تیرہ سال کا لڑکا فتویٰ لکھ رہا ہے اور اِس پر حضرت سلامت اللہ خان صاحب رامپوری جو پہلے ہی لکھ چکے ہیں وہ بڑے بزرگ ہیں اور اُن کے فتوے کے اوپر فتویٰ لکھے۔ اعلیٰحضرت نے جو بڑے بڑے علماء نے لکھا تھا اُس کے خلاف کیا اور جو صحیح جواب تھا قرآن وسنت کی روشنی میں اعلیٰحضرت نے وہ الگ لکھا۔

میرے عزیزو، میرے دوستو، مسلمانو! میرے اعلیٰحضرت نے فرمایا کہ مسلمان دوسروں کے سانچوں میں نہیں ڈھلتا، وہ ہواؤں کے ساتھ نہیں چلتا بلکہ دوسروں کو اپنے سانچے میں ڈھلنے کی دعوت دیتا ہے۔ وہ نقال نہیں ہے وہ دوسروں کی نقل نہیں کرتا، میرے دوستو نقل وہ کرتے ہیں جن کے پاس کچھ نہ ہو۔ ہمارے پاس تہذیب بھی ہے، ہمارے پاس تمدن بھی ہے۔ تو جب تہذیب اور تمدن ہمارے پاس ہے تو ہم دوسروں کے سانچوں میں کیوں ڈھلیں؟

میرے عزیزو، میرے دوستو! میں ایک بات بیان کرتا ہوں اور مضامین کی بوچھاڑ کا عالم یہ ہے کہ امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات سے متعلق جو مضامین ہیں اُن مضامین کے سمندر میں غوطے کھا رہا ہوں۔ ایک ایک عنوان پر اتنے اتنے ارشادات ذہن میں آرہے ہیں اللہ اکبر۔

والد ماجد نے دیکھا کہ سارے علماء سے اختلاف کیا ہے امن میاں نے، اعلیحضرت کے والد ماجد نے اپنے شاندار محقق بیٹے کی تصدیق کردی۔اب نواب رامپور کے پاس وہ فتویٰ پہنچا،نواب رامپور نے دیکھا کہ ایک طرف سارے علماءاور دوسری طرف بریلی شریف کے شہزادے ہیں چھوٹے سے اور مولانا نقی علی خان صاحب ہیں بات کیا ہے؟ سارے علماء ایک طرف ہیں اوران کا جواب الگ ہے۔سارے علماء کو نواب رامپور نے بلوایا اور کہا کہ اے علماء بتاؤ کہ یہ اختلاف کرنے والا مفتی کون ہے اور یہ سارے مفتی جنہوں نے تمہاری تائید کی ہے یہ کون ہیں؟ میرے دوستو وہ زمانہ اچھا تھا علمائے اہلسنت تھے انہوں نے نواب صاحب سے ارشاد فرمایا کہ نواب صاحب بات یہ ہے کہ میں نے چونکہ فتویٰ لکھا اور میری جو شخصیت ہے اس کی وجہ سے یہ سارے علماء مرعوب ہوکر کے انہوں نے میری تحریر کے اوپر تصدیق کردی اور میری تحریر کو انہوں نے قبول کیا لیکن حق وہی ہے جو بریلی کے احمد رضا نے لکھا ہے۔

میرے عزیزو، میرے دوستو! تیرہ سال اور دس ماہ کی عمر سے یہ جو تحقیق اور تدریس اور تصدیق کا یہ سمندر موجزن تھا اور آگے بڑھتا گیا، آگے بڑھتا گیا، آگے بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ **1294** میں آپ مارہرہ طیبہ میں آپ اپنے پیرومرشد سید آلِ رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں اپنے والدِ ماجد کے ساتھ حاضر ہوئے۔میرے دوستو یہ سارا معاملہ جو ہے یہ کنکشن کا ہے، سارا معاملہ وقت کا ہے اسی لئے جب تک کنکشن نہ ہو، جب تک وقت نہ ہو بات بنتی نہیں بات بڑھتی نہیں۔تعلق نہ ہو بات بنتی نہیں، سنو! علما اور ہے، کتابیں پڑھنا پڑھانا اور بات ہے، محقق ہونا اور بات ہے، مصنف ہونا اور

بات ہے اور کسی کے فیضان کو لینا اور بات ہے۔ بات بنتی ہے فیضان سے اور کام چلتا ہے بزرگانِ دین کے انعام و اکرام سے۔ آپ چھوٹی سی عمر میں مارہرہ طیبہ، مارہرہ طیبہ حسنی سیدوں کا، حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہزادوں کا آستانہ ہے، مارہرہ طیبہ حاضر ہوئے اور پیر و مرشد نے آپ کو بیعت کیا، مرید بنایا۔ ذرا سوچیے تو سہی کہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ بھی مرید ہوں، حضرت خواجہ خواجگان خواجہ غریبِ نواز وہ بھی مرید ہوں۔ میرے عزیزو، میرے دوستو! جن شخصیات کو تم دیکھو گے اِن چودہ سو برس میں الحمدللہ ہر شخصیت اپنے دامن کو پھیلاتا ہوا اپنے مخدوموں کی بارگاہ میں طلب کرتا ہوا نظر آئے گا۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں تم فیضان دیکھو سمجھ جاؤ کہ اِس گروہ کا تعلق بزرگوں سے ہے۔ اسی لئے میں کبھی کبھی کہا کرتا ہوں کہ اے سنیو کی مخالفت کرنے والو، اے بزرگانِ دین کی مخالفت کرنے والو، اے مذہبِ حق اہلسنت و جماعت پر طعن کرنے والو! اگر تمہارے پاس، میں ڈربن کی بات نہیں کرتا، میں ساؤتھ افریقہ کی بات نہیں کرتا، میں ہندوستوں کی بات نہیں کرتا، میں پاکستان کی بات نہیں کرتا، میں اُن لوگوں سے کہتا ہوں کہ تمہاری جماعت میں ایک ولی ہو تو دکھا دو، ایک ولی ہو تو دکھا دو۔ معلوم یہ ہوا کہ ولی تو وہاں ہوتا ہے جہاں فیضان ہو۔ جہاں فیضان ہی نہیں ہوگا وہاں ولی کہاں ہوگا؟ تم محقق پیش کر سکتے ہو، علامہ پیش کر سکتے ہو، مناظر پیش کر سکتے ہو، مفکر پیش کر سکتے ہو، مگر ولی؟ اب آپ کہیں گے کہ صاحب ولی کون ہے تو سنو کہ ولی وہ ہے جن کو بندگانِ خدا "**الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون**"۔ ولی وہ ہے کہ جس کو دیکھ کر خدا یاد آجائے، ولی وہ ہے

جو دلوں کو جوڑتا ہو، ولی وہ ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ سے رشتہ جوڑتا ہو، ولی وہ ہے جو صحابہ تک راہیں دکھاتا ہو، ولی وہ ہے جو بغداد نگر پہنچاتا ہو، ولی وہ ہے اجمیر کا راستہ دکھاتا ہو اور ولی وہ ہے جو بریلی کے محلّہ سوداگران کی راہوں سے گزارتا ہو۔

اور جو یہ کہے کہ نہیں نہیں مدینے طیبہ تو جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے کعبے میں ہی سارے مراحل طے ہو گئے تو وہاں جاؤ تو کیوں؟ اور اگر جانا بھی ہو تو مسجدِ نبوی کی نیت نہ کرنا۔ اور اگر مسجدِ نبوی میں پہنچ بھی جائیں تو وہاں اجتماع کی ضرورت نہیں بلکہ کسی دوسری مسجد میں آجانا۔ اللہ اکبر وہاں بیٹھ جائیں مگر مسجدِ نبوی میں نہیں۔ اللہ اکبر اندازہ کیجئے

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اُس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

ہم شرک کے مزاج سے واقف ہیں، ہم اللہ کو جانتے ہیں، اللہ اللہ ہے، وہ میرا بھی اللہ ہے میرے رسول کا بھی اللہ ہے، وہ میرا بھی خالق ہے میرے رسول کا بھی خالق ہے، سنو جس طرح اللہ تعالیٰ خالق ہے ''لم یلد ولم یولد'' یہ اُس کی شان ہے اور یہ میرے اللہ کا کرم ہے اُس نے اپنا محبوب بھی ایسا بنایا کہ جس کی کوئی مثال نہیں۔ اور اگر کوئی مثال پیدا کرے تو پھر خاتم النبیین ماننا پڑے گا، کوئی مثال لائے تو اوّل شافع ماننا پڑے گا، اوّل مشفع بھی ماننا پڑے گا، حبیب اللہ بھی ماننا پڑے گا۔ معلوم یہ ہوا کہ ہمارا رسول بے نذیر و بے مثال ہے اُن کے جیسا نہ ہوا ہے نہ ہوگا۔

وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا

کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا، تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم

اعلیحضرت اپنے پیرو مرشد کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔اب سنئے کہ اعلیحضرت کون ہیں ؟ میرے دوستو پوچھو اُن کے پیرو مرشد سے، میرے دوستو! دنیا تو لوگوں کی تعریف کرتی ہے، ہر مرید اپنے پیر کی تعریف کرتا ہے، ہر بیٹا اپنے باپ کی تعریف کرتا ہے، ہر شاگرد اپنے استاد کی تعریف کرتا ہے۔لیکن استاد اگر یہ کہہ دے کہ میرا شاگرد بے مثال ہے تو بڑی بات ہے۔اگر پیر یہ کہہ دے کہ میرے مرید کا جواب نہیں تو یہ بڑی بات ہے۔اعلیحضرت جب حاضرِ خدمت ہوئے تو والد ماجد بھی ساتھ تھے۔تو خاتم الاولیاء حضرت سیدی سید آلِ رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو مرید بھی کیا اور آپ کے والدِ ماجد کو بھی مرید کیا اور آپ خلافت اعلیحضرت کے والدِ ماجد کو بھی اور اعلیحضرت کو بھی خلافت دے دی۔تو جو لوگ آستانوں میں برسوں سے ریاضت کی منزلیں طے کر رہے تھے، جو برسوں سے وہاں مقیم تھے وہ حیران ہو گئے کہ اللہ اللہ آج یہ خانقاہِ برکاتیہ میں یہ کونسا لڑکا آرہا ہے؟ خانقاہِ برکاتیہ میں یہ کس مرید کا اضافہ ہو رہا ہے کہ ابھی مرید ہوا، ابھی سلسلے میں داخل ہوا اور ابھی ابھی انہیں خلافت بھی دے دی گئی۔لوگوں نے پوچھا کہ حضور ماجرا کیا ہے؟ سیدی آلِ رسول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ لوگو بات یہ ہے کہ جو لوگ میرے پاس آتے ہیں وہ نامکمل ہوتے ہیں، ناتمام ہوتے ہیں، اِس لئے اُن کو یہاں مکمل کرنا پڑتا ہے، لیکن یہ جو لڑکا یہاں آیا ہے یہ مکمل تو پہلے سے ہی ہے اِس کو ہاتھ کی ضرورت تھی، نسبت کی ضرورت تھی، رشتے کی ضرورت تھی اب یہ سب ہو گیا

تو میں نے سلسلے کی اجازت بھی دے دی۔ پھر کیا ہوا پھر ارشاد فرمایا پیر و مرشد نے کہ مجھے فکر تھی کہ قیامت میں میرے اللہ نے مجھ سے پوچھ لیا کہ اے سید، اے آلِ رسول، اے حسن کے بیٹے، اے غوثِ اعظم کے فیضان کا مظہرِ اتم، اے خواجہ اجمیر نگر کی راہ دکھانے والے آلِ رسول بتا تو میرے لئے کیا لایا؟ تو فرماتے ہیں کہ میں متفکر تھا لیکن اب مجھے فکر نہیں ہے اگر اللہ نے قیامت میں پوچھا تو اپنے مرید احمد رضا کو پیش کردوں گا، اے اللہ میں احمد رضا کو لے کر آیا ہوں۔

میرے عزیزو، میرے دوستو! سیدی آلِ رسول کا بہت جلد وصال ہوگیا۔ اُن کے پوتے نوری میاں، حضرت احمدِ حسین نوری، اُن کے پیتے اور ہمارا دادا پیر جب وہ آتے نوری میاں تو اعلیحضرت اپنا قلم چھوڑ کر فوراً اُٹھتے اور نوری میاں کی پالکی، اُس وقت بڑے بڑے لوگ، بزرگ پالکی میں چلتے تھے، دو لوگ آگے اور دو لوگ پیچھے پالکی کو اُٹھایا کرتے تھے۔ اعلیحضرت آگے بڑھتے اور نوری میاں کی پالکی اپنے کاندھوں پر اُٹھاتے اور اپنے گھر میں لاکر خوش آمدید کہتے۔ اللہ اکبر یہ اعلیحضرت علیہ الرحمہ کا ادب اور یہ اُن کے آقا کا اُن پر انعام کہ ادب کی بات میں آپ سے عرض کروں کہ ادب اِس صدی میں سکھایا ہے تو بریلی نے، بریلی والوں نے ادب سکھایا ہے، کہہ دینا بہت آسان ہے لیکن ادب کیسے کیا جائے؟ سنو ایک واقعہ بیان کرتا ہوں درود شریف پڑھ لو۔ ایک کوتوال، کوتوال آپ جانتے ہیں کہ پولیس کا سپریٹینڈنٹ، اُس زمانے کا کوتوال کا بہت بڑا گریڈ تھا۔ انگریزوں کا زمانہ تھا، بریلی میں کوتوال صاب آئے اور پولیس اسٹیشن سے وہ اعلیحضرت سے ملنے کیلئے وہ اعلیحضرت کے گھر میں آگئے۔ وہ

کوتوال بھی تھے اور سید بھی تھے۔حسنین میاں جو اعلیحضرت کے بھتیجے بھی ہیں ابھی باقاعدہ حیات ہیں وہ لے کر آئے اور آپ جانتے ہیں کہ کوتوال کا رس ہوتا ہے اتفاق سے وہ نیکر پہنے ہوئے تھے جس میں اُن کا پاؤں کھلا ہوا تھا،ہاف نیکر اور ایک مجدد کے سامنے اسی لباس میں وہ تشریف لے آئے سید صاحب،مگر چونکہ وہ کوتوال تھے تو اعلیحضرت نیچے نظر کئے ہوئے،ظاہر ہے کہ چونکہ مجدد کی شان ہے اور انہوں نے نگاہیں جھکائے اور دیکھا نہیں کہ یہ کون ہیں اور کیا ہیں چونکہ اُن کا کپڑا اُس وقت صحیح نہیں تھا۔حسنین میاں نے سب بات کی کہ یہ کوتوال ہیں،سپریٹنڈنٹ آف پولیس ہیں یہ ہیں،وہ ہیں کہتے کہتے آکر میں یہ کہہ دیا کہ حضور یہ سید بھی ہیں۔بس اب جب سید کا نام سنا تو قلم وہیں چھوڑ دیا اور نگاہ اُٹھی اور فرمایا کہ سید صاحب تشریف رکھئے۔ وہ بیٹھ گئے اب اعلیحضرت نے گفتگو کا آغاز کیا۔حال احوال پوچھنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ حضرت سید صاحب یہ فرمایئے کہ اگر کمشنر آف پولیس یا صوبے کا گورنر ہے اُس کا اگر کوئی میسج یا پوسٹ مین کوئی میسج لے کر آپ کے پاس آجائے تو یہ گستاخی تو نہیں ہے آپ کی؟ سید صاحب فرمانے لگے کہ نہیں حضرت اِس میں گستاخی کیا ہے یہ تو اِس طرح کے میسج،پیغام لے کر آتے ہی رہتے ہیں۔تو اعلیحضرت مؤدب ہو کر بیٹھ گئے اور عرض کرنے لگے کہ سید صاحب میں آپ کے نانا جان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادنیٰ میسنجر ہوں،میں آپ کے نانا جان کا پیغام لے کر آپ کی خدمت میں آیا ہوں آپ کا بھی میں خادم ہوں اور آپ کے نانا جان کے در میں کتا ہوں اور خادم ہوں،آپ کے نانا جان کا پیغام یہ ہے کہ داڑھی رکھی جائے،آپ کے نانا جان کا پیغام یہ ہے کہ

شریعت کے مطابق کپڑے پہننے چاہئیں۔ اندازہ کیجئے کہ یہ نصیحت ہورہی ہے اور کوتوال صاحب سر نیچے کئے رورہے تھے۔ سید تھے رگوں میں ہاشمی خون دوڑنے لگا، روتے رہے یہاں تک کوتوال صاحب وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ حسین میاں فرماتے ہیں کہ چند مہینوں کے بعد کوتوال صاحب جب اعلیحضرت کے پاس آئے تو اُن کے بدن پر شیروانی تھی، پائجامہ پورا تھا، داڑھی شریف بھی تھی اور اِس طرح اعلیحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

میرے دوستو! نصیحت کرنا دیکھئے، بے ادبی نہیں ہونے دی، سختی نہیں برتی کہ آپ ایسا کیجئے، ویسا کیجئے، یوں کیجئے، آپ کے نانا جان کا یہ سبق ہے، آپ کے نانا جان کا یہ میسج ہے۔ آپ بھی اعلیحضرت سے سبق لیجئے اور اُن کی تعلیمات پر عمل کیجئے۔

جب تک دم میں دم ہے اعلیٰ حضرت کا ذکر ہوتا رہے گا۔

یادگارِ منقبت حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آیا ہے یہ تیرا دیوانہ شیاللہ شیاللہ
کہتا ہے یہ ہر دم مستانہ شیاللہ شیاللہ

خالی ہے مری جھولی بھردو اے غوث مجھے بولی بھردو
دربار ہے تیرا شاہانہ شیاللہ شیاللہ

تو جان ولی ہے کان سخی دربار میں تیرے کیا ہے کمی
بھر دے میرے ساقی پیمانہ شیاللہ شیاللہ

ہے حکم ترا حکم ربی اِک دم میں جو چاہے کردے وہی
یہ دور ہے ترا شاہانہ شیاللہ شیاللہ

میں بد ہی سہی میں چور ہی سہی میں مجرم و خاطی کچھ ہی سہی
پر تیرا ہوں جانِ جاناں شیاللہ شیاللہ

خوشتر کو بلایا روضہ پر امید سے دی نعمت بڑھ کر
ہو لطف و کرم یہ سالانہ شیاللہ شیاللہ

مکتبہ دارالرضا
عالمی روحانی مرکز دارالرضا انٹرنیشنل جھنگ سٹی
TEL: +92 300 6504263, +44 778 9699501
www.darulraza.net, Email: darulraza@gmail.com